قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 2/جون 2022ء | 2 ذوالقعدہ 1443 ہجری قمری | 2/احسان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:107

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۵﴾

(آل عمران:135)

ترجمہ: وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مَنۡ یُّحۡرَمِ الرِّفۡقَ یُحۡرَمِ الۡخَیۡرَ

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب فَضۡلِ الرِّفۡقِ)

ترجمہ: جسے نرمی سے محروم کیا جاتا ہے وہ خیر سے محروم کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

وَمَا انۡتَقَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِنَفۡسِہٖ

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب مُبَاعَدَتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِلۡاٰثَامِ وَاخۡتِیَارُہٗ مِنَ الۡمُبَاحِ أَسۡھَلَہٗ۔۔۔)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔

فرمان خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کے مختلف معاشروں میں عدم برداشت اور معاف نہ کرنے کی عادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہوجائے تو ایک ہنگامہ برپا ہوجاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسائیوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پر جھگڑا شروع ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔۔ جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے لئے کس قدر ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم قرآنِ تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/فروری 2004ء بحوالہ خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 138)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

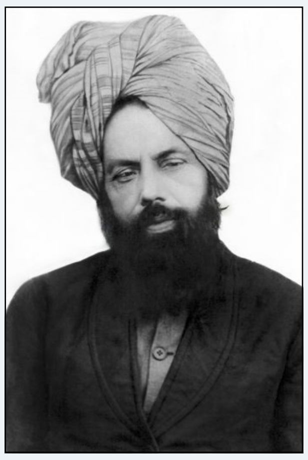

عفو بے محل نہ ہو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے، لیکن اگر کوئی عفو کرے، مگر وہ عفو بے محل نہ ہو، بلکہ اس عفو سے اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہوکر ڈاکہ زنی کرے گا۔ اس کو سزا ہی دینی چاہیے۔ لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک ان میں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اس کو شرمندہ کر دیتی اور اس کی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اس کو سخت سزا مناسب نہیں، مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے، اس کو عفو کریں تو بگڑتا ہے، اس کو سزا ہی دی جاوے۔ تو بتاؤ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن مجید نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے؟ قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟ وہ تقسیم اور رؤیت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدنظر ہو، ایسی تعلیم ہے جس کی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدن انسان کو چلنا پڑتا ہے اور یہی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدبّر اور فراست بڑھتی ہے۔ گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو اور فراست سے غور کرو۔ اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کرو، لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُھَا عمل کرو۔ اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانہ میں روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد ہفتم صفحہ 134-135 مطبوعہ 2015ء)

اس شمارہ میں

- جانے کیا بات ہے وابستہ رُخ یار کے ساتھ (منظوم)
- بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
- حضرت میاں احمد جان درزیؓ کا تعارف
- Kumanovo اظہار پروگرام
- خطبہ جمعہ بصورت سوال و جواب
- آؤ! اُردو سیکھیں
- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کچھ یادیں اور ملاقات کا دلنشین تذکرہ
- اسلام کا پیش کردہ نظام بہترین نظام ہے
- اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار

دربارِ خلافت

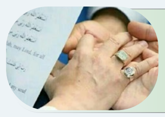

ایک حقیقی مومن اگر احکامات پر عمل کر رہا ہے

تو یقیناً اُس میں عاجزی اور انکساری پیدا ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے جس بنیادی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آیت میں توجہ دلائی ہے اور یہ قرآنِ کریم میں اَور جگہوں پر بھی ہے، وہ عاجزی اور انکساری ہے۔ یعنی قرآنِ کریم کے تمام احکامات، تمام اوامر و نواہی جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں، اُن کی بنیاد عاجزی اور انکساری ہے۔ یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا عاجزی اور انکساری کی طرف لے جاتا ہے۔ ایک حقیقی مومن اگر احکامات پر عمل کر رہا ہے تو یقیناً اُس میں عاجزی اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ''وَیَزِیۡدُهُمۡ خُشُوۡعاً'' (بنی اسرائیل: 110) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام اُن میں فروتنی اور عاجزی کو بڑھاتا ہے۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 578)

پس ایک مومن جب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لانے والا، اُس کو پڑھنے والا اور اُس پر عمل کرنے والا ہوں تو پھر لازماً قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق اُس کی عبادتیں بھی اور اُس کے دوسرے اعمال بھی وہ اُس وقت تک نہیں بجالا سکتا جب تک اُس میں عاجزی اور انکساری نہ ہو یا اُس کی عاجزی اور انکساری ہی اُسے ان عبادتوں اور اعمال کے اعلیٰ معیاروں کی طرف لے جانے والی نہ ہو۔ انبیاء اس مقصد کا پرچار کرنے، اس بات کو پھیلانے، اس بات کو لوگوں میں راسخ کرنے اور اپنی حالتوں سے اس کا اظہار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آتے رہے جس کی اعلیٰ ترین مثال ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں نظر آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مُرسَلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہلِ دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لیے روحانی موت ہے''۔ فرمایا: ''مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبّر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ تکبّر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لیے مومن کی یہ شرط ہے کہ اُس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصّہ ہوتا ہے''۔ (یعنی سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ اُن کی عاجزی انتہا کو پہنچی ہوتی ہے) فرمایا: ''اُن میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔'' (یعنی آپؐ کیسا سلوک کرتے ہیں؟) تو ''اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّم''۔ فرمایا: ''یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 437-438)

پس یہ ہے اُس شارع کامل کا نمونہ جس کا اُسوہ اپنانے کی امّت کو بھی تلقین کی گئی ہے۔

قرآنِ کریم جب ہمیں احکامات پر عمل کرنے کے لئے کہتا ہے تو اس کا کامل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہمارے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ آپ کی عبادتیں ہیں تو اُس کے بھی وہ اعلیٰ ترین معیار ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اعلان کر دے کہ میرا اپنا کچھ نہیں، میری عبادتیں بھی صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔ مَیں اپنی ذات کے لئے کچھ حاصل نہیں کرتا؛ نہ کرنا چاہتا ہوں بلکہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا میرے پیشِ نظر ہے۔ میری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی ذات کے گرد گھومتا ہے۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام: 163) کا اعلان ایک ایسا اعلان ہے جس کے اعلیٰ معیاروں تک آپ کے علاوہ کوئی اور پہنچ نہیں سکتا۔ اور پھر صبر کی بات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ (حٰمٓ السجدۃ: 36) اور باوجود ظلموں کے سہنے کے یہ مقام اُنہیں عطا کیا جاتا ہے جو بڑا صبر کرنے والے ہیں یا پھر اُن کو جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نیکی کا حصہ ملا ہو۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پڑھتے ہیں تو گھریلو مشکلات اور تکالیف میں بھی، اپنی ذات پر جسمانی طور پر آنے والی مشکلات اور تکلیفوں میں بھی، اپنی جماعت پر آنے والی مشکلات اور تکلیفوں میں بھی صبر کی اعلیٰ ترین مثال اور صبر کے اعلیٰ ترین معیار ہمیں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نظر آتے ہیں۔ ذاتی طور پر دیکھیں طائف میں کس اعلیٰ صبر کا مظاہرہ کیا۔ اور یہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے ایک شہر کو تباہ ہونے سے بچا لیا۔ باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا تھا لیکن آپ کے صبر کی انتہا تھی کہ باوجود زخمی ہونے کے، باوجود شہر والوں کی غنڈہ گردی کے آپ نے کہا، نہیں اس قوم کو تباہ نہیں کرنا۔

(شرح العلامہ الزرقانی جلد 2 صفحہ 52-53 باب خروجہٗ الی الطائف دارالکتب العلمیۃ ایڈیشن 1996ء)

(خطبہ جمعہ 7/ جون 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جانے کیا بات ہے وابستہ رُخِ یار کے ساتھ

جانے کیا بات ہے وابستہ رُخِ یار کے ساتھ
شوقِ نظارہ بڑھے اور بھی دیدار کے ساتھ

غیر تو غیر ہیں غیروں سے شکایت کیسی
گھر مرا لُوٹا ہے اپنوں نے بھی اغیار کے ساتھ

دلربا، دلنشیں، دلبر بھی کہے جاتے ہو جس کو
مکر و عیّاری بھی کی ہے اُسی دلدار کے ساتھ

اگلے وقتوں میں تھے انمول وفا کے گوہر
اب تو بکتے ہیں سر رہ زر و دینار کے ساتھ

آج بھی حق کے علمداروں کو حاصل ہے وہی
نصرتِ حق، تھی جو کل حیدرِ کرّار کے ساتھ

بادۂ اصل دکانوں سے منگانے والو
ایسی صہبا کا تعلق نہیں بازار کے ساتھ

زہر کا جام پیا ہم نے، ہمی اہلِ صلیب
فخر نسبت ہے ہمیں اس رسن و دار کے ساتھ

مت کرو عزمِ جفا ہم ہیں وہ سودائی عشق
پھوڑ خود لیتے ہیں سر تیشہ و دیوار کے ساتھ

کوئی سولی پہ چڑھا اور کوئی خاک ہوا
ہوتی آئی ہے یہ ہر پیکرِ پندار کے ساتھ

م م محمود

اداریہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے

لاہور میں ایک اکاؤنٹینٹ بابو الٰہی بخش ہوا کرتے تھے۔ کبھی کبھار منشی بھی اپنے ساتھ لکھتے تھے۔ آپ بیعت کر کے سلسلہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق ارادت رکھا۔ سچا ملہم جانا۔ قادیان میں بار بار آ کر رہا کرتے اور بعض سفروں میں بھی ساتھ رہے۔ مگر کچھ عرصہ ساتھ چلنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی نہ صرف مخالفت شروع کر دی۔ بلکہ موسیٰ ہونے کا دعویٰ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ''عصائے موسیٰ'' کتاب لکھی اور اس امر کا اظہار کیا کہ آپ پر موسیٰ کا عصا حملہ آور ہونے والا ہے۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اپنے الہامات بھی درج کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بارہا سمجھایا۔ جس کا ذکر آپؑ کی مختلف کتب میں ملتا ہے مگر بابو صاحب باز نہ آئے حتیٰ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی موت کی پیشگوئی کر دی۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور صادق و کاذب میں فرق کر دکھلانے اور سورۃ الحاقہ کی وتین والی آیات کی لاج رکھتے ہوئے بابو الٰہی بخش کو طاعون کے ذریعے 17 اپریل 1907ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہلاک کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ آراء کتاب حقیقۃ الوحی میں اس حوالہ سے بہت تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔ اور اس کتاب کے صفحہ 551 میں سات اشعار میں ان کو سمجھانے کی کوشش کی بھی ہے۔ زیر نظر عنوان اس منظوم کلام کے آخری شعر کا ایک مصرعہ ہے۔ جو ایک تربیتی و اصلاحی مضمون بھی ہے۔ جو اس کے سیاق و سباق سے ہٹ کر ہماری زندگیوں پر روزانہ ہی لاگو ہوتا ہے۔ اس ناطے اس پر لکھنے کی ضرورت بھی رہتی ہے۔

گو یہ سات اشعار بابو الٰہی بخش صاحب کو مخاطب ہو کر حضور علیہ السلام نے کہے۔ لیکن اس مختصر نظم کے بعض اشعار ہمیں اپنی روزمرّہ زندگیوں میں مدنظر رکھنے چاہئیں جیسے:۔

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار
کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہِ درگاہ باری
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 551)

ویسے تو اوپر چاروں اشعار کو الگ الگ موضوعِ تحریر بنا کر آرٹیکل لکھا جا سکتا ہے لیکن آج میرے مدنظر صرف اس کا آخری شعر ہے۔

ہر انسان غلطی کا پتلا ہے۔ کسی سے کم غلطیاں سرزد ہوئیں اور کسی سے زیادہ۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں انسان کو اپنی پہاڑ جتنی بلند غلطیاں نظر نہیں آتیں مگر وہ ہر وقت دوسرے کے عیوب پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس کے عیوب کا چرچا کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اِسے اُردو محاورہ میں یوں کہا جاتا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی اسے نظر نہیں آتا اور اسے آنکھ میں تکلیف بھی نہیں دیتا ہے لیکن دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آ جاتا ہے۔ یہ محاورہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استعمال فرمایا۔

آپؐ فرماتے ہیں:۔

یُبْصِرُ اَحَدُکُمُ الْقَذَاۃَ فِیْ عَیْنِ اَخِیْہِ وَیَنْسِی الْجِذْعِ فِیْ عَیْنِہٖ کہ اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا انسان کو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا وہ شہتیر بھول جاتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 699 ایڈیشن 2019ء)

- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ:۔

جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اندر کے چھپے عیب کو لوگوں پر عیاں کر کے اس کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ)

- پھر فرمایا:۔

بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو، اپنے بھائی کے خلاف تجسّس نہ کرو۔

(مسلم باب تحریم الظن)

ہم روزانہ ہی اپنی زندگیوں میں اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ کسی میں عیب کی تلاش ہمیں اور کئی بیماریوں کی دعوت دیتی ہے جس میں جھوٹ، کذب بیانی، بغض، کینہ، قطع تعلقی، حسد، تکبر و غرور، زبان کا غیر ضروری اور بے محل استعمال، غیبت، چغل خوری، خیانت، بد دیانتی، ریا کاری وغیرہ وغیرہ شامل ہیں اور ان میں بعض بیماریاں تو ایسی ہیں جو نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو۔ چغلخور کو دو مونہوں والا قرار دیا گیا ہے۔ اور جنت میں داخل نہ ہونے کی خبر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''القرآن'' میں بھی عیب جوئی کی کئی بار مذمت فرمائی ہے۔ جیسے سورۃ الھمزہ آیت 2 میں ہلاکت کی بد دعا کی گئی ہے کہ ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے۔ سورۃ القلم آیت 11-12 میں سخت عیب جُو اور چغلیاں کرنے والے کی پیروی اور تتبع سے منع فرمایا ہے جبکہ سورۃ الحجرات جو احکام الٰہی کی سورت کہلاتی ہے کی آیت نمبر 12-13 کا تعلق اسی مضمون سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسّس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس اسلامی تعلیم کو جماعت کے اندر بار بار پیش کر کے اپنے ماننے والوں کو عیب جوئی اور غیبت کرنے سے منع فرمایا۔ بلکہ جماعت کو یہ ہدایت فرمائی کہ اگر آپ کسی میں بدی دیکھیں تو شکایت کرنے سے قبل 40 دن اس کی اصلاح کے لئے دُعا کریں۔

آپؑ فرماتے میں:۔

ہماری جماعت کو چاہیے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لیے دعا کریں، لیکن اگر وہ دُعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہمیشہ دُعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیے۔

ایک صوفی کے دو مرید تھے۔ ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دُوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تُو بڑا بے اَدب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے اور جا کر اُٹھا نہیں لاتا۔ وُہ اسی وقت گیا اور اُسے اُٹھا کر لے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دُوسرے نے کم پی کہ اُسے اُٹھا کر لے جا رہا ہے۔ صوفی کا یہ مطلب تھا کہ تُو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پُوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچّی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے بُرا لگے غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تُو بیان کرتا ہے، تو اس کا نام بہتان ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا (الحجرات:13) اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے۔ ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے۔ اگر مومنوں کو ایسا ہی مطہر ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی، تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی؟ بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے۔ بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے۔ بعض میں کچھ طاقت آ گئی ہے۔ پس چاہیے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔ اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاء و قدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہیے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ دُرست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے، بلکہ لکھا ہے القطب قد یزنی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔ بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔ جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچّہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پُوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہیے، بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہر گز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اس کو پھیلاؤ اور دُوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے۔ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ (البلد:18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دُعا بھی کی جاوے۔ دُعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابلِ افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی

بقیہ صفحہ 8 پر

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت میاں احمد جان درزیؓ

صحابی حضرت مسیح موعودؑ

حضرت میاں احمد جان درزی رضی اللہ عنہ ولد محمد خلیل صاحب قوم کشمیری پشاور کے رہنے والے تھے۔حضرت قاضی محمد یوسف رضی اللہ عنہ ’’تاریخ احمدیت صوبہ سرحد‘‘ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’آپ مذہباً اہل حدیث تھے۔ درزیوں کا کام کرتے تھے۔ حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب رضی اللہ عنہ کی احمدیت کی وجہ سے آپ کو بھی احمدیت کی طرف توجہ ہوئی اور 1894ء سے قبل داخلِ احمدیت ہو چکے تھے۔ اہل حدیث نے آپ کی بڑی مخالفت کی .... آپ مسجد احمدیہ پشاور کی تعمیر کے بعد سالہا سال دروازہ کے قریب دوکان میں درزی کا کام کرتے تھے اور ہماری مسجد کے امام الصلوٰۃ بھی رہے اور تبلیغ احمدیت اور تردید پیغامیت بڑے اخلاص اور جوش سے کرتے رہے۔آپ نے حضرت احمد علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی پھر حضرت نور الدین صاحب خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کے سرگرم ممبر رہے۔ خلافت ثانیہ کے قیام پر آپ دونوں فریق سے الگ رہے اور پھر خاکسار کی تحریک سے خلافت ثانیہ سے تجدید بیعت کی اور بڑا اخلاص دکھایا....‘‘

(تاریخ احمدیت صوبہ سرحد صفحہ 64-65 مصنفہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ)

خلافت ثانیہ میں بیعت خلافت کی درخواست کرتے ہوئے آپ نے لکھا:

’’سیدی حضرت خلیفۃ المسیحؑ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ عاجز نے قریباً 94ء (1894ء۔ ناقل) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی تھی اور پھر آنحضرت کی وفات پر حضرت نور الدین اعظم خلیفۃ المسیح اول سے بھی بیعت کی تھی مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات ہوئی تو اختلاف واقع ہونے پر خاکسار عملی رنگ میں دونوں فریق سے الگ رہا مگر مسجد احمدیہ پشاور کے تعمیر ہونے پر جب مسجد میں باقاعدہ نماز پڑھنے آنے جانے لگا تو فریقین کے خیالات کے معلوم کرنے اور موازنہ کرنے کا موقعہ ملا اور یہ معلوم کر کے کہ جناب مولوی محمد علی اور ان کے دوست حضرت مسیح موعود کی نبوت اور رسالت سے ہی منکر ہو گئے اور ان کا ماننا نہ ماننا یکساں جانتے ہیں اور غیر احمدیوں اور احمدیوں میں جو خصوصیات حضرت صاحب نے مقرر کیے تھے، سراسر دور کر دیے ہیں تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یعنی آپ حضرت محمد رسول اللہ کو شارع رسول اور قرآن شریف کو شریعت اور حضرت مسیح موعود کو متبع اور مطیع نبی اور رسول ماننے میں اور احمدیوں کو غیر احمدیوں سے امتیاز اور خصوصیت دربارہ نماز جنازہ وغیرہ قائم رکھنے میں حق پر ہیں۔

پس میں نے اپنا سابقہ عقیدہ حضرت مسیح موعود کے زمانے کا اور حضرت خلیفہ اول کے زمانے کا آپ کے موجودہ عقیدہ کے مطابق پایا اور اس بات کو ضروری جان کے کہ کوئی جماعت بغیر امام کے اور بغیر مرکز کے نہیں ہوسکتی اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے، جماعت سے الگ ہونا پسند نہ کیا اور جماعت میں منسلک ہونے کے واسطے میں آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرتا ہوں۔حضور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ گذشتہ کوتاہیاں

معاف فرمائے اور آئندہ مجھے اور میری اولاد کو مخلص احمدی بننے کی توفیق دے اور رزق حلال کے کمانے میں ہمت اور برکت دے۔

والسلام خاکسار احمد جان درزی۔ مسجد احمدیہ پشاور‘‘

(الفضل 15 مئی 1922ء صفحہ 2 کالم 3)

آپ بفضلہٖ تعالیٰ 1/3 حصہ کے موصی (وصیت نمبر 2932) تھے، مورخہ 19/اکتوبر 1928ء کو قریبًا 56 سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

(نوٹ: پشاور کے ہی حضرت میاں احمد جان درزی رضی اللہ عنہ نامی ایک اور صحابی بھی تھے جنہوں نے 1909ء میں وفات پائی۔ ان کے ایک بیٹے حضرت حافظ عبد الرحمٰن صاحب (ولادت: 1899ء وفات: 15/دسمبر 1974ء) درویشان قادیان میں سے تھے۔)

رپورٹ: وسیم احمد سروعہ۔ مبلغ سلسلہ شمالی مقدونیہ

افطار پروگرام Kumanovo

جماعت احمدیہ شمالی مقدونیہ نے مؤرخہ 17اپریل 2022 کو Kumanovo شہر میں افطار کی مناسبت سے ایک تبلیغی پروگرام کا انعقاد ایک ہال میں کیا۔بعض مقامی احمدیوں نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اس پروگرام کے لئے مدعو کیا۔ 65غیر احمدی مسلمانوں سمیت 87 افراد اس پروگرام میں شامل ہوئے۔افطاری کے بعد احمدی احباب نے نمازِ مغرب باجماعت ادا کی جس کا وہاں اہتمام تھا۔ کھانے کے بعد مبلغ سلسلہ مقدونیہ نے تقریر کی۔ رمضان کی برکات کے ذکر کے بعد انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات کے حوالے سے جماعت کا تعارف کروایا کہ اسلام کے تین زمانے ہیں پہلا آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کا زمانہ، اس کے بعد فیج اعوج تاریکی کا زمانہ اور تیسرا مسیح موعودؑ کا زمانہ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے قرآنِ کریم اور احادیث کی مدد سے مسیحِ موعودؑ کی آمد کے ذریعہ حفاظتِ اسلام کا ذکر کیا۔ نیز بتایا کہ تمام مسلمانوں میں احمدیت کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جماعت احمدیہ تمام دنیا میں حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر متحد ہے جب کہ دیگر مسلمان انتشار کا شکار ہیں۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام ختم ہوا۔ اس موقع پر جماعت نے کتب کا ایک سٹال بھی لگایا تھا۔ مہمانوں نے مختلف عناوین کے ماتحت 215 کتب حاصل کیں۔ اس موقع پر ایک مقامی TV کے صحافی بھی موجود تھے جنہوں نے تمام پروگرام ریکارڈ کیا۔ مبلغ سلسلہ کا انٹرویو بھی کیا اور اگلے دن رات کی خبروں میں تین منٹ کی خبر اس پروگرام کے بارے میں نشر کی۔ الحمدللہ غیروں نے اس پروگرام کا اچھا اثر لیا۔ کئی افراد نے Youtube پر بھی پروگرام دیکھا اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری حقیر کوششوں میں برکت نازل فرمائے۔ آمین

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

بصورت سوال و جواب

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 11/ فروری 2022ء

سوال: کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا خواب بیان کرتے ہوئے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! مجھے خواب دکھایا گیا ہے اور مَیں نے خواب میں آپؐ کو دیکھا کہ ہم مکہ کے قریب ہو گئے ہیں، پس ایک کُتیا بھونکتے ہوئے ہماری طرف آئی پھر جب ہم اُس کے قریب ہوئے تو وہ پُشت کے بل لیٹ گئی اور اُس سے دودھ بہنے لگا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال: رسول اللہؐ نے مذکورہ بالا خواب کی کیا تعبیر فرمائی؟

جواب: اُن کا شر دُور ہو گیا اور نفع قریب ہو گیا، وہ تمہاری قرابت داری کا واسطہ دے کر تمہاری پناہ میں آئیں گے اور تم اُن میں سے بعض سے ملنے والے ہو۔ پس اگر تم ابوسفیان کو پاؤ تو اُسے قتل نہ کرنا۔

سوال: مسلمانوں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام کو کس مقام پر پالیا؟

جواب: مَرُّالظَّہران

سوال: کن سے مروی ہے کہ جب ابوسفیان واپس جانے لگا تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ ابوسفیان کے بارہ میں حکم دیں تو اِس کو راستہ میں روک لیا جائے؟

جواب: ابن ابی شَیبہ

سوال: جب رسول اللہؐ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے دیکھا کہ عورتیں گھوڑوں کے مونہوں پر اپنے دوپٹے مار مار کر اُن کو پیچھے ہٹا رہی تھیں تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا! اے ابوبکرؓ، حسانؓ بن ثابت نے کیا کہا ہے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ نے وہ اشعار پڑھے۔

عَدِمْتُ بُنَيَّتِي اِنْ لَّمْ تَرَوْهَا تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

يُنَازِعْنَ الْاَعِنَّةَ مُسْرِعَاتٍ يُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

مَیں اپنی پیاری بیٹی کو کھو دوں اگر تم ایسے لشکروں کو غبار اُڑاتے ہوئے نہ دیکھو جن کے وعدہ کی جگہ کداء پہاڑ ہے، وہ تیز رفتار گھوڑے اپنی لگاموں کو کھینچ رہے ہیں، عورتیں اُنہیں اپنی اوڑھنیوں سے مار رہی ہیں۔

سوال: بر موقع فتح مکہ آنحضرتؐ کہاں سے مکہ میں داخل ہوئے تھے؟

جواب: کَداء

سوال: جب رسول اللہؐ نے امن کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! ابوسفیان شرف کو پسند کرتا ہے تو آپؐ نے کیا فرمایا؟

جواب: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں رہے گا۔

سوال: مکہ فتح کرنے کے بعد رسول اللہؐ نے کس بُت کے بارہ میں حکم دیا، چنانچہ وہ گرا دیا گیا اور آپؐ اُس کے پاس کھڑے تھے؟

جواب: ہُبَل

سوال: رسول اللہؐ فتح مکہ کے دن تشریف فرما تھے اور کون تلوار سونتے حفاظت کے لئے آپؐ کے سر پر یعنی آپؐ کے سرہانے کھڑے تھے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

سوال: کس غزوہ کا دوسرا نام ہَوازِن ہے نیز اسے اَوطاس بھی کہتے ہیں؟

جواب: حُنَین

سوال: رسولِ کریمؐ کتنے لشکر کے ساتھ بنی ہَوازن سے مقابلہ کے لئے نکلے اور علی الصبح حُنَین کے مقام پر پہنچے؟

جواب: 12 ہزار

سوال: ایک شخص براءؓ کے پاس آیا اور کہا تم لوگ حُنَین کے دن پیٹھ دکھا گئے تھے، اُنہوں نے جواباً کیا کہا؟

جواب: مَیں نبیؐ کے بارہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے پیٹھ نہیں دکھائی تھی لیکن جلد باز اور بغیر ہتھیاروں کے لوگ ہَوازن قبیلہ کی طرف گئے اور وہ تیرانداز قوم تھی، اُنہوں نے ایسے تیروں کی بارش کی گویا ٹِڈی دَل ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اپنی جگہیں چھوڑ گئے۔

سوال: جنگِ حُنَین کے موقع پر مکہ کے کافر لشکرِ اسلام میں کیا کہتے ہوئے شامل ہو گئے نیز جب بنو ثقیف کے حملہ کی تاب نہ لا کر میدانِ جنگ سے بھاگے تو ایک کیسا وقت آیا؟

جواب: آج ہم اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے؛ رسولِ کریمؐ کے گرد صرف 12 صحابیؓ رہ گئے۔

سوال: رسول اللہؐ نے کن کو ارشاد فرمایا! آگے آؤ اور آواز دو اور بلند آواز سے پکارو کہ اے سورۂ بقرہ کے صحابیو! اے حُدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے؟

جواب: اپنے چچا حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال: ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ جب متذکرہ بالا آواز اُن کے کان میں پڑی تو اُنہیں کیا معلوم ہوا نیز یہ خطرناک شکست ایک عظیم الشان فتح کی صورت میں کس طرح بدل گئی؟

جواب: مَیں زندہ نہیں بلکہ مُردہ ہوں اور اِسرافیلؑ کا صُور فضاء میں گونج رہا ہے؛ چند لمحوں میں ہی وہ لشکر جو بے اختیار مکہ کی طرف بھاگا جا رہا تھا آپؐ کے گرد جمع ہو گیا اور تھوڑی دیر میں پہاڑیوں پر چڑھ کر اُس نے دشمن کا تہس نہس کر دیا۔

سوال: رسول اللہؐ نے حُنَین سے فارغ ہو کر کہاں مالِ غنیمت جمع کروا کر تقسیم فرمایا نیز اِسی ماہ شوال یعنی آٹھ ہجری میں کہاں کا قصد فرمایا؟

جواب: جِعرانہ؛ طائف

سوال: جب رسول اللہؐ نے طائف میں ثقیف کا محاصرہ کر رکھا تھا تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: اے ابوبکرؓ! مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن سے بھرا ہوا ایک پیالہ پیش کیا گیا مگر ایک مُرغ نے ٹھونگا مارا تو اِس پیالہ میں جو کچھ تھا سب بہہ گیا۔

سوال: مذکورہ بالا تناظر میں حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مَیں نہیں سمجھتا کہ آپؐ آج کے دن اِن سے جس چیز کا ارادہ رکھتے ہیں وہ حاصل کر لیں گے۔ اِس پر رسول اللہؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: مَیں بھی ایسا ہی ہوتا ہوا نہیں دیکھ رہا۔ تھوڑی دیر بعد باجازت نبی کریم حضرت عمرؓ نے لوگوں میں واپسی کا اعلان کر دیا۔

سوال: کسے اَصْحٰبُ الْاَيْكَة کا شہر بھی کہا گیا ہے جس کی طرف حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے؟

جواب: تبوک

سوال: رسول اللہؐ کا آخری غزوہ کون سا تھا نیز یہ کب ہوا؟

جواب: غزوۂ تبوک؛ رجب 9/ ہجری

سوال: رسولِ کریمؐ نے جب صحابہ کرامؓ کو غزوۂ تبوک کی تیاری کے لئے حکم دیا تو آپؐ نے مکہ اور دیگر قبائل عرب کی طرف کیا پیغام بھیجا؟

جواب: وہ بھی آپؐ کے ساتھ چلیں اور آپؐ نے اُمراء کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور سواری مہیّا کرنے کی تحریک فرمائی یعنی آپؐ نے اِس بات کا اُنہیں تاکیدی حکم دیا۔

سوال: کس نے غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا جو کُل مال آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا اُس کی مالیت چار ہزار دِرہم تھی؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

سوال: رسول اللہؐ کے دریافت فرمانے کہ اپنے گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے کہ نہیں، اِس پر حضرت ابوبکرؓ نے کیا عرض کیا؟

جواب: گھر والوں کے لئے اللہ اور اُس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں۔

سوال: رسول اللہؐ نے کن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے خزانہ ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتے ہیں؟

جواب: حضرت عثمانؓ بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

سوال: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس ضمن میں مزید کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے مالوں کا تو کیا ذکر۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کُل گھر بار نثار کیا۔ حتیٰ کہ سوئی تک کو بھی اپنے گھر میں نہ رکھا اور ایسا ہی حضرت عمرؓ نے اپنی بساط و انشراح کے موافق اور عثمانؓ نے اپنی طاقت و حیثیت کے موافق، عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس عَلٰی قَدْرِ مَرَاتِب۔ تمام صحابہؓ اپنی جانوں اور مالوں سمیت اِس دینِ الٰہی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے؟

جواب: ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم کریں گے مگر مدد اور امداد کے موقع پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑ رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبّتِ دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے اور کیا ایسے لوگوں کا وجود کچھ بھی نفع رساں ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آلِ عمران:93)؛ جب تک مال جو تمہیں پیارا ہے اُسے خرچ نہیں کرو گے اُس وقت تک تمہاری نیکی، نیکیاں نہیں ہیں۔

سوال: جب رسول اللہؐ نے حضرت عبداللہ ذُوالبِجادَینؓ کو قبر میں رکھ دیا تو کیا دعا کی نیز کس نے اُس وقت تمنّا کی کہ کاش یہ قبر والا مَیں ہوتا؟

جواب: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَمْسَیْتُ رَاضِیًا عَنْهُ فَارْضَ عَنْهُ؛ اے اللہ! مَیں نے اِس حال میں شام کی ہے کہ مَیں اِس سے راضی تھا پس تُو بھی اِس سے راضی ہو جا؛ حضرت عبداللہؓ بن مسعود

سوال: آنحضرتؐ جب تبوک سے واپس آئے تو حج کا ارادہ کیا، پھر کیا ذکر کیا گیا تو یہ بات سُن کر آپؐ نے اِس سال حج کا اِرادہ ترک کر دیا؟

جواب: مشرکین دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر حج کرتے ہیں، شرکیہ الفاظ بھی ادا کرتے ہیں اور خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے ہیں۔

سوال: آنحضرتؐ نے 9/ ہجری میں کن کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ فرمایا تھا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

عاطف وقاص۔ ٹورانٹو، کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 46

گزشتہ سبق میں ہم زمانہ مستقبل پر بات کر رہے تھے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

ماضی جب مستقبل کا معنی دے

بعض اوقات فعل ماضی یعنی Past Tense مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ جیسے اگر وہ آ گیا، تو ضرور جاؤں گا۔ یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آنا سے تو ماضی بنتا ہے آیا تو پھر آ گیا کیا ہے۔ یہاں ہم انگریزی زبان کا سہارا لیتے ہیں۔ آیا کا مطلب ہے Came اور آ گیا کا مطلب ہے has/have come/reached/arrived تو اس طرح آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ آیا کی بجائے آ گیا کب اور کیوں استعمال ہوتا ہے۔

دوسری وضاحت یہ ہے کہ گیا فعل جانا کی ہندی شکل ہے۔

پس اگر وہ آ گیا کا مطلب بنے گا

If he comes,I will leave.

حال جو مستقبل کے معنی دے

بعض اوقات حال بھی مستقبل کے معنی دیتا ہے جیسے، میں کچھ سوچتا ہوں، اور کل وہاں جاتا ہوں۔ اس طرح آپ فکر نہ کریں، میں انھیں اپنے دفتر میں بلاتا ہوں۔ اسی طرح اگر مصدر کے بعد والا کا اضافہ کر دیں تو بھی وہ مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ جیسے میں ایک کتاب لکھنے والا ہوں۔ وہ اب جانے والا ہے۔ بارش ہونے والی ہے۔ اس سے مستقبل قریب یعنی Near Future ظاہر کیا جاتا ہے۔

علامت مستقبل: گا

یہ علامت بعد کے زمانے میں اختیار کی گئی ہے۔ قدیم ہندی میں یہ استعمال نہیں ہوتی تھی۔ گا دراصل سنسکرت کے مصدر گام سے نکلا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا تھا ہندی میں مصدر جانا کی ماضی شکل گیا ہے۔ بعد کے زمانے میں شعرا نے گیا کو مختصر کر کے گا کر دیا اور مونث گائ سے گی بن گئی۔

مصدر کے بعد کا، کی، کے

مصدر کے بعد کا، کی، کے لانے سے بھی مستقبل مطلق کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ نفی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وہ نہیں آنے کا۔ یعنی وہ ہرگز نہیں آئے گا یا بہت مشکل ہے کہ وہ آئے۔ اسی طرح، یہ جو فساد ڈال دیا گیا ہے یہ نہیں جانے کا۔

شکل مجہول Passive Voice

جس فعل یعنی verb کا فاعل subject معلوم نہیں ہوتا اسے مجہول کہتے ہیں۔ شکل مجہول عموماً افعال متعدی Transitive Verbs کا ہوتا ہے۔ افعال متعدی ایسے فعل کو کہتے ہیں جسے فاعل Subject اور مفعول Object دونوں کی ضرورت ہو۔ یعنی ایسا فعل جس کا اثر فاعل سے نکل کر مفعول تک پہنچے۔

Transitive Verb: A transitive verb is a verb that requires a direct object, which is a noun, pronoun, or noun phrase that follows the verb and completes the sentence's meaning by indicating the person or thing that receives the action of the verb.

اب مجہول اور افعال متعدی کی تعریف کے بعد ہم واپس فعل کی شکل مجہول کی طرف لوٹتے ہیں۔ جس فعل متعدی Transitive verb کا مجہول Passive Voice بنانا ہو اس کے ماضی مطلق یعنی Past Indefinite کے آگے مصدر جانا سے جو زمانہ Tense بنانا ہو وہی زمانہ بنا کر لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر فعل ہے کھانا تو اس کی ماضی مطلق Past indefinite شکل ہو گی کھایا اب اگر فعل کھانا سے حال مطلق مجہول یعنی present indefinite passive voice بنانا ہے تو فعل کھانا کے ماضی مطلق یعنی کھایا کے آگے فعل جانا کا حال مطلق یعنی present indefinite form of the verb لگا دی جائے گی۔ پس یہ ہو گا کھایا جاتا ہے، اسی طرح کھایا جائے گا مستقبل مطلق یعنی Future Indefinite، کھایا گیا ماضی مطلق اور کھایا جاتا تھا ماضی ناتمام

ابھی ہم نے یہ پڑھا ہے کہ اردو زبان میں مختلف زمانوں میں فعل کی مجہول شکل یعنی Passive voice کیسے بنتی ہے۔ چند مثالوں سے مزید وضاحت کرتے ہیں۔

ہم سرِشام کھانا کھاتے ہیں۔)معروف Active Voice ہمارے گھر سرِشام کھانا کھایا جاتا ہے۔

مجہول (Passive Voice)

کسان مویشیوں کو پچھلے پہر (Afternoon/ Close to evening) گھروں کو لاتے ہیں۔ (معروف Active Voice) مویشیوں کو پچھلے پہر گھروں کو لایا جاتا ہے۔) مجہول (Passive Voice

ہم صبح کو قرآن شریف پڑھیں گے۔ (معروف Active Voice) قرآن شریف ہمیں صبح کو پڑھایا جائے گا۔ (مجہول Passive Voice)

میں نے کل مرغیوں کو دانہ ڈالا۔ (معروف Active Voice)، کل مرغیوں کو دانہ ڈالا گیا۔ (مجہول Passive Voice)

وہ کھیتوں کو پانی سے سیراب کرتا تھا۔ (معروف Active Voice)، کھیتوں کو پانی سے سیراب کیا جاتا تھا۔ (مجہول Passive Voice)

امید ہے ان چند مثالوں سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اردو زبان میں فعل کی معروف اور مجہول شکل میں کیا فرق ہے۔ نیز اسے بنانے کا کیا اصول ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار ہے کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا۔ جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذاللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امت میں نہیں اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت ﷺ کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذاللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اس امت میں ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 242-243 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

انکار: منع کرنا، انحراف، نامنظور۔

اندرونی: Internal/domestic کسی ادارے، قوم، گروہ وغیرہ کے اندر کے معاملات

بیرونی: External/foreign کسی ادارے، قوم، گروہ وغیرہ پر دوسرے ادارے، قوم یا گروہ کے اثرات۔

فساد: Disorder/chaos ملکی، قومی، مذہبی اصولوں سے دور ہوجانا۔

اصلاح کا انتظام: Plan/strategy of reformation

امر: معاملہ

سلسلہ: نظام، دور، وقت۔

مثیل: کسی کے جیسا۔

اتم مشابہت اور مماثلت: پوری طرح سے یا بہت حد تک کسی کے جیسا ہونا۔

رضیہ بیگم

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کچھ یادیں اور ملاقات کا دلنشیں تذکرہ

حضرت مرزا طاہر احمدؒ سے تعارف اور وابستگی خلافت سے پہلے کی ہے وہ اس طرح کہ جب کبھی بیمار ہوتے تو امی جان کے ساتھ فضل عمر ہسپتال دوائی لینے جاتے ایک دفعہ میرا چھوٹا بھائی بہت بیمار تھا اور کڑوی دوائی نہ لیتا تھا وقف جدید سے دوائی لی جو کہ میٹھی گولیوں کی صورت میں تھی بس پھر کیا تھا جب بھی ہسپتال جانا ہوتا تو وقف جدید کی عمارت کے سامنے ضد کرتے کہ ہم نے میٹھی دوائی ہی کھانی ہے اور اللہ کے فضل سے شفاء بھی ہو جاتی امی جان کے ساتھ جاتے اور دوائی لیتے۔

میرے دادا جان کے دو بھائی محترم سید محمد اور دین محمد میری پردادی جان سمیت کشمیر سے ربوہ آکر آباد ہو چکے تھے ایک دفعہ ہم اپنی پردادی جان کے ساتھ جن کا نام چاند بی بی تھا وقف جدید دوائی لینے گئے تو میاں صاحب یعنی) حضرت مرزا طاہر احمد) نے میری پردادی جان کو فورا پہچان لیا اور کہا آپ چرناڑی والے یعنی کہ کشمیر میں دادا جان کے گاؤں کا نام لیا کیونکہ خلافت سے پہلے آپ چرناڑی جہاں اللہ کے فضل سے ہماری جماعت ہے دورہ کر چکے تھے اس طرح آپ سے یہ ہمارا پہلا تعارف تھا

پھر میں اکثر سکول اور پھر کالج اپنے ابا جان کے ساتھ سائیکل پر جایا کرتی تھی تو اکثر خلافت لائبریری کے سامنے سے حضرت میاں صاحب آرہے ہوتے تو ابا جان نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ آج میں پہلے سلام کروں گا لیکن ایسا ہوتا کہ حضرت میاں صاحب ذرا فاصلے سے ہی مسکراتے چہرے سے سب کو جو گذر رہے ہوتے اونچی آواز میں سلام کہتے تیزی سے گذر جاتے۔

محترم ابا جان مسکرا کر جواب دیتے لیکن پہلے سلام کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے صبح کا سہاونا وقت اور ہر طرف سے سلام (یعنی سلامتی کی دعا) فضا کو اور محصور کر دیتی اور یہ وقت میری زندگی کی ایک حسین یاد ہے جس سے میں آج بھی محظوظ ہوتی ہوں۔

8 اور 9 کی درمیانی شب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا اور 10 جون 1972ء کو حضرت مرزا طاہر احمد کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کیا گیا خلیفہ بننے کے بعد آپ کی مصروفیات میں بے پناہ اضافہ ہو گیا گو کہ پہلے ہی آپ بہت فعال زندگی گزار رہے تھے آپ کروڑوں دلوں کی ڈھڑکن تھے جب آپ خلیفہ بنے تو پہلی نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں اور پھر مسلسل ہر جمعہ کو گریہ وزاری کا عجیب عالم ہوتا تھا اور مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کے دوران سجدوں میں حضور انور کی سسکیاں کے ساتھ سب احباب جماعت کی سسکیوں سے ساری فضا سوگوار ہو جاتی اور ایک بہت ہی روحانی ماحول ہوتا بہت رونا آتا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک فقرہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ خلیفہ بننے کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے ایک خطبہ میں بڑے جوش اور جلال کے ساتھ فرمایا کہ لوگ مجھے کہتے کہ آپ ہر کام میں بہت تیزی یا جلدی کر رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ اب تیزی سے چلنے کا وقت نہیں بلکہ دوڑنے کا وقت ہے آپ نے اس جلال سے کہا کہ ہم ڈر گئے تھے کیونکہ حضرت خلیفہ الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے دھیمے انداز میں خطبہ دیا کرتے تھے اسی طرح جلسہ سالانہ میں آپ کی پر جوش تقریریں جن میں اکثر کوئی واقعہ بیان کرتے کرتے ان کی آواز بھرا جاتی تو ساری فضا میں ایک عجیب روحانی ماحول پیدا ہو جاتا وہ لمحات آج بھی یاد آتے ہیں اور روح کو سرشار کرتے ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم نے آپ کا بابرکت عہد پایا آپ کو دیکھا اور احمدیت کے پیغام کو سمجھا آپ کے دور خلافت میں ایک آمر اپنے انجام کو پہنچا اور آپ اقدس کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا روشن نشان دیکھا اور اس زمانے میں آپ کی یہ نظم بچے بچے کی زبان پر تھی:

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو
آفت ظلمت جور ٹل جائے گی

جب یہ واقعہ ہوا تو مغرب کی نماز کے بعد مسجد برکت سے واپس آکر ابا جان نے ریڈیو آن کیا خبروں کا وقت ہوا چاہتا تھا کہ اچانک نشریات آنا بند ہو گئیں اور آگے پیچھے لوگ بھی تبصرہ کر رہے تھے کہ پتہ نہیں کیا وجہ ہے خیر اگلے دن پیارے حضور کا خطاب تھا جس میں آپ نے پنجابی کا یہ شعر پڑھا کہ

دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مرجانا

پھر آپ نے اس خطاب میں مباہلے کے چیلینج اور دشمن کی ہٹ دھرمی پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا تھا۔

قدرت ثانیہ کے مظہر چہارم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کروڑوں دلوں کی دھڑکن تھے دنیا کے ہر احمدی نے آپ کی محبت اور پیار سے حصہ پایا آپ کی محبت کے یہ انداز ہمیں انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں میں خوب چھلکتے نظر آتے ہیں اس محبت کا اظہار آپ نے تقریر میں بھی کیا تحریر میں بھی کیا اور نظم میں بھی۔

پیارے خلیفہ سے ملاقات کے دلنشیں تأثرات

خلافت کے بعد ربوہ میں اجتماعی اور فیملی کی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا ابا جان نے درخواست دی ہوئی تھی مجھے تاریخ تو یاد نہیں لیکن اندازاً ایک سال یا اس سے کچھ عرصہ بعد ہماری فیملی ملاقات تھی اس دفعہ بھی ایک گھر کا پالا ہوا بکرا ہمارے ساتھ تھا جو کہ میرے چھوٹے بھائی رشید احمد بے بڑے لاڈ اور پیار سے پالا تھا وہ خود اسے چارہ ڈالتا اور روزانہ چرانے بھی لے کر جاتا اس کا ذکر درخواست میں کر دیا تھا اور ہمیں خوشی اس بات کی تھی کہ از راہ شفقت حضور انور نے اس نذرانے کو قبول بھی کر لیا تھا ہم صبح کے وقت قصر خلافت پہنچے پہلے ہمیں ایک ہال کمرے میں بٹھایا گیا پھر باری آنے پر ملاقات والے کمرے میں، ابھی ہم بیٹھے بھی نہیں تھے اور دل میں کچھ ڈر کی سی کیفیت بھی کہ اچانک حضور انور اپنے نورانی چہرے؛ پیار بھری مسکراہٹ کے ساتھ قدرے اونچی آواز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہتے ہوئے ایک شیر کی سی تیزی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے آتے ہی میرے چھوٹے بھائی رشید احمد کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر ماتھا پر بڑی شفقت سے بوسہ دیا (شائید یہ اس بچے کے عجیب سا نذرانہ پیش کرنے پر)اور ابا جان کو پہچان کر کہ اچھا آپ کشمیر چرناڑی سے کہ کر مصافحہ کیا آپ کی شفقت اور محبت دیکھ کر ہم بہن بھائیوں کی ساری پریشانی دور ہو گئی تھی اور ہم خوشی سے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور اپنی قسمت پر نازاں کہ اپنے پیارے آقا سے مل رہے ہیں حضور انور کا پرنور چہرہ، قابل رشک صحت،

سرخی مائل سفید رنگت اور محبت بھری گفتگو ہمارے دلوں کو محصور کر رہی تھی آپ کی شخصیت کا گہرا اور ان مٹ نقش آج بھی جب یاد آتا ہے تو طبیعت باغ و بہار ہو جاتی ہے آپ اقدس نے باری باری سب بچوں کے نام اور جماعت کے بارے میں پوچھا میرے میٹرک میں اچھے نمبر حاصل کرنے پر اظہار خوشنودی فرمایا اور میرے بھائیوں کی تعلیمی حالت تسلی بخش نہ ہونے پر مجھے تاکید کی کہ آپ ان کی ٹیچر بن جاؤ اور آپ کی یہ بات اس رنگ میں بھی پوری ہوئی کہ بعد میں حقیقی طور پر بھی ٹیچر کے شعبے سے منسلک ہو گئی الحمد للہ۔

میں اکثر اپنے بھائی کو یاد دلاتی ہوں کہ تم بہت خوش قسمت ہو کہ خلیفہ وقت کے مبارک ہاتھ اور مبارک لب تم سے مس ہوئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے بچوں پر اس برکت سے کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے آمین۔

اس ملاقات کے بعد خلیف وقت کے ساتھ محبت اور وفا میں بہت اضافہ ہوا اب میں پہلے سے زیادہ محنت سے پڑھتی اور بہن بھائیوں کی بھی پڑھائی میں مدد کرتی اور شام کو رپورٹ ابا جان کی خدمت میں پیش کرتی

پیارے آقا کا احمدی بچوں اور نوجوانوں سے قلبی لگاؤ تھا آپ علم کا ایک سمندر رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو قوت بیان عطا فرمائی تھی وہ بھی ایک معجزہ ہے آپ کی سوال و جواب کی مجلسیں نہ صرف علم میں اضافے کا باعث ہوتی ہیں بلکہ آپ کا اچھوتا اور برجستہ جواب ماحول میں باغ و بہار کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

محبت کی گہرائی کا اندازہ جدائی کے لمحوں میں ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ہم سے دو بار جدا ہوئے ایک بار جب آپ نے پاکستان سے ہجرت کی اور معجزانہ طور پر خدائی حفاظت میں لندن پہنچے اور پھر دوسری بار جب آپ اس دنیا فانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ کو ہم سے جدا ہوئے بھی کئی سال ہو گئے لیکن شمع خلافت فروزاں ہے اور آج خلافت خامسہ کی شکل حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز ہمارے درمیان موجود ہیں اللہ تعالیٰ ہر دم ہمارے پیارے خلیفہ حضرت اقدس کی تائید و نصرت فرماتا چلا جائے آمین۔

مرسلہ: مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل۔ لندن

اسلام کا پیش کردہ نظام بہترین نظام ہے

تبرکات: (غیر مطبوعہ)

تحریر فرمودہ حضرت ابو العطاء جالندھری مرحوم ومغفور

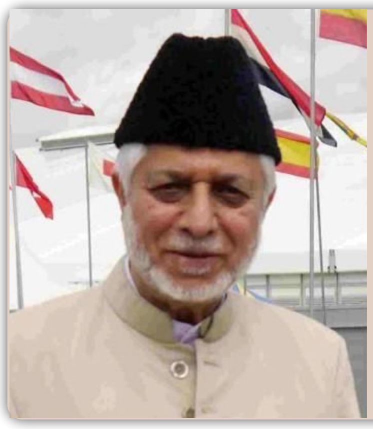

اسلام ایک کامل اور محفوظ دین ہے۔ اس دین میں انسانوں کی سب ضرورتوں کے لئے، وہ تمدنی ہوں یا سیاسی، قومی ہوں یا بین الاقوامی، ایسا حل پیش کیا گیا ہے جس سے بہتر حل ممکن نہیں۔ اور انسانی معاشرہ کے لئے ایسا نظام مقرر کیا گیا ہے، جو سب نظاموں سے بہتر اور اپنی ذات میں کامل تر نظام ہے۔ کامل نظام کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس میں ہر فرد کو عقیدہ اور عمل کی آزادی حاصل ہو۔ دوسری علامت یہ ہے کہ اس میں ہر شخص کو ترقی کرنے کے لئے پورے مواقع میسر ہوں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ اس میں ہر فرد بشر کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو۔ چوتھی علامت یہ ہے کہ اس میں محتاجوں اور ضرورتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام موجود ہو۔

نظامِ کامل کی یہ چاروں علامتیں صحیح طور پر صرف اسلام کے نظام میں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے نظاموں میں خواہ اشتراکیت کا نظام ہو، خواہ سرمایہ داری کا نظام ہو، یہ علامتیں پورے طور پر موجود نہیں ہیں۔

(1) میں نے کہا ہے کہ کامل نظام وہ ہے جس میں انسان کو عقیدہ اور عمل کی پوری آزادی حاصل ہو۔ سو اسلام نے کامل حریتِ فکر کا اعلان فرمایا ہے اور ہر قسم کے جبر و اکراہ کو ناجائز ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے،

لَآ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ ۚ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ

(البقرہ :257)

کہ عقیدہ کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں ہے۔ پھر فرمایا:

قُلِ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ‌ ۖ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ

(الکہف:30)

کہ یہ دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے۔ ہر ایک کو اختیار ہے کہ چاہے ایمان لائے اور چاہے انکار کرے۔ گویا اسلام میں فکر اور عقیدہ پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

ایک تیسری آیت میں فرمایا،

لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ (الکافرون:7)

کہ اے منکرو! تم کو اپنے دین کے بارے میں عمل کی آزادی ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔

دوسرے میں نے کامل نظام کی یہ علامت بتائی ہے کہ اس میں ہر شخص کو ترقی کرنے کے لئے پورے مواقع میسر ہوں۔ اسلام کا نظام ہی وہ نظام ہے جس میں ہر انسان کو بحیثیت انسان مساوی حقوق حاصل ہیں۔ سیاہ وسفید کا کوئی امتیاز نہیں۔ مشرقی اور مغربی میں کوئی فرق نہیں ہے، ذات پات کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس انسانی مساوات کی بنیاد پر اسلام نے ہر شخص کو ترقی کے لئے پورا پورا موقع دیا ہے اِسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام میں ہر شخص کو حقِ ملکیت دیا گیا ہے۔ کسی کی جائز ذرائع سے کمائی پر کوئی پابندی نہیں۔ اور کسی فرد یا حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کی ملکیت کو اس کی مرضی کے خلاف اس سے چھین لے۔

اسلامی نظام میں ہر فرد کو اپنے اپنے دائرہ عمل میں ذمہ وار قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے،

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (بخاری)

کہ ہر شخص اپنے حلقہ میں نگران ہے اور ہر شخص اپنی ذمہ داری کے لئے جواب دہ ہے۔

اسلام کا تمدنی اور سیاسی نظام گھریلو زندگی سے لیکر بڑی سے بڑی حکومت کے نظام کے لئے احسن ترین اصول بیان کرتا ہے۔ ماں باپ کے حقوق کا بھی بیان ہے، بچوں کے حقوق بھی قائم ہیں، بیویوں کے حقوق بھی مقرر ہیں اور خاوندوں کے حقوق بھی واضح کردئے گئے ہیں۔

روحانی نظام کی بنیاد نبوت پر ہوتی ہے۔ نبی کا تقرر اللہ تعالیٰ براہ راست فرماتا ہے۔ مگر اس کی وفات کے بعد اسلام میں نظامِ خلافت انتخابی مقرر ہے جو قوم کے نمائندہ اور اہل الرائے افراد کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے۔ اسلام نے حقِ رائے دہی ہر فرد کو دیا ہے اور حکومت کی بنیاد عوام کے ووٹوں پر رکھی ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کس لطیف پیرایہ میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ (النساء :59)

کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ حکومت کو ایک امانت سمجھو اور حکومت کی زمام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دو جو اسکے لئے اہل اور موزوں ہوں۔ پھر فرمایا کہ اے حاکمو! جب تم کو امانتِ حکومت سونپی جائے اور تمہیں اقتدار مل جائے تو لوگوں کے درمیان عدل اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔

اس آیت کریمہ میں ووٹ دینے والے عوام کو انتخاب کی ذمہ داری کی طرف بھی توجہ دلادی اور منتخب ہونے والے حکام کو بھی ان کی ذمہ داری سے آگاہ کردیا۔ یہی اسلامی نظام ہے جس میں رعایا کے حقوق اور فرائض بھی مذکور ہیں اور حاکموں کی ذمہ داریاں اور اختیارات کا بھی مکمل بیان ہے۔ ہر انسان کو دینی اور دنیوی مناصب کے حصول کے لئے جدوجہد میں پوری حریّت حاصل ہے۔ قوم، نسل، رنگت اور زبان وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں۔

کامل نظام کی تیسری علامت یہ ہے کہ اس میں ہر فرد کی جان، مال اور عزت محفوظ ہے۔ اسلام نے اس بارے میں آدمیت کا پورا احترام مقرر فرمایا ہے۔ کسی شخص کو دوسرے کی جان، مال اور عزت پر کسی قسم کا حملہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر مجرم، خواہ کوئی ہو، بلا رُو رعائت سزا پائے گا۔ اور ہر قاتل، مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، قتل کیا جائے گا۔ سب انسانوں کی جانیں یکساں طور پر محفوظ قرار دی گئی ہیں۔ سب کے اموال محفوظ ٹھہرائے گئے ہیں۔ ناجائز طور پر دھوکہ، فریب سے کسی کا مال لے لینا جائز نہیں ہے۔ خرید و فروخت کے لئے اسلام نے واضح ضابطہ مقرر فرمایا۔ تجارت کے لئے مکمل ہدایات دیں۔ رشوت، سود خوری اور ظلم کی راہ سے مال حاصل کرنا حرام قرار دیا۔

عزتوں کی حفاظت کے بارے میں اسلام کا ضابطہ اتنا مکمل ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ غیبت ناجائز ہے، تجسس کی اجازت نہیں۔ اتہام اور الزام لگانا جرم ہے۔ کسی کے عیب کو بھی اس کی تذلیل کے لئے بیان کرنے کی اجازت نہیں، ہاں اصلاح کی خاطر مناسب اور ذمہ دار افراد کو کہا جاسکتا ہے۔ اسلامی نظام میں جب تک کسی کا جرم ثابت نہ ہوجائے وہ بری اور بے گناہ ہے۔ گویا اسلامی نظام ہر شخص کی جان، مال اور عزت کا محافظ ہے۔

کامل نظام کی چوتھی علامت یہ ہے کہ وہ محتاجوں اور ضرورتمندوں کی احتیاج کو پورا کرنے والا ہو۔ اسلامی نظام میں جائز طریقوں سے مال کمانے کی تو اجازت ہے۔ مگر اسے محض اپنی ذات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مالدار کے مال میں غریبوں، مسکینوں اور یتیموں وغیرہ کو حقدار قرار دیا ہے۔ فرمایا:

وَفِىۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (الذاریات:20)

کہ مومنوں کے مالوں میں سب کا حق ہے۔ طوعی طور پر صدقہ وخیرات کی ترغیب دی۔ اور فرض کے طور پر نظامِ زکوٰۃ کو قائم فرمایا۔ جس کے ذریعہ مالداروں کے مال کا چالیسواں حصّہ لازمی طور پر بیت المال میں آکر قوم کے ضرورتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ اسلامی نظام میں ہر فرد کو کھانے کے لئے روٹی، پہننے کے لئے کپڑے اور رہنے کے لئے مکان کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ گویا کوئی بھوکا نہ رہے، کوئی ننگا نہ رہے اور کوئی سر چھپانے کی جگہ سے محروم نہ ہو۔

انسانوں کے باہمی رہنے سہنے میں جو طبعی تفاوت ہے اور جو معاشرہ کے کاروبار کو چلانے کے لئے ناگزیر ہے، اسلام نے ذہنی طور پر اسے بے ضرر بنا دیا ہے اور اقتصادی طور پر اس کی خلیج کو پاٹ دیا ہے اور مذہبی طور پر تو اس کو بالکل بے بنیاد ٹھہرایا ہے۔

کامل نظام کی یہ چاروں علامتیں اسلام کے نظام کے سوا کسی اور نظام میں موجود نہیں۔ پس اسلام کا پیش کردہ نظام ہی بہترین نظام ہے۔

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ (یٰس:18)

بقیہ: بدی پر غیر کی ہردم نظر ہے...... از صفحہ 3

از صفحہ 3

کا اس وقت بیان کرنا چاہیے۔ جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لیے رو رو کر دُعا کی ہو۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 60-61 ایڈیشن 1988ء)

اس سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ بیان فرماتے ہیں:۔

’’غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔ آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اٹھ کر وہی کام شروع کردیتی ہیں۔ لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کی خاص سورۃ قرآن شریف میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں۔ (یعنی غریب لوگ بہشت میں زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں)۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ ان میں سے یہ ہیں کہ شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں، ایسے ہیں۔ پھر قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نچلی ذات ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کردیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہیں، زیور اس کے پاس کچھ نہیں وغیرہ وغیرہ۔‘‘

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 571)

پس ہر انسان میں بے بہا غلطیاں ہوتی ہیں اسے پہلے اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور اپنی بدی کو پہلے detergent سے دھونا چاہیے نہ کہ

بدی پر غیر کی ہردم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

(ابوسعید)

علامہ ایچ ایم طارق

جماعت احمدیہ کے ذریعہ
اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار

قسط 3

اشاعت دین کی چوتھی شاخ۔مکتوبات

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہوں گے جن کا جواب لکھا گیا۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 23)

خطوط حضور انور

تمام خلفائے احمدیت کے ادوار میں خطوط کے ذریعہ رابطہ، تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ بدستور ترقی پذیر رہا۔تاہم خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں جماعت میں وسعت اور ذرائع رسل و رسائل میں تیز رفتار ترقی کے ساتھ اس شعبہ میں ایک غیرمعمولی تغیر آیا کہ اکیلے اس شعبہ کو سنبھالنا ہی بڑی ہمت اور محنت کو چاہتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ذمہ داری سے بھی خوب عہدہ برآ ہوئے۔آپ کی دن بھر کی مصروفیات کا ایک پہلو وہ خطوط ہیں جو افراد جماعت کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں بغرض راہنمائی،مشورہ یا دعا وغیرہ تحریر کیے جاتے ہیں اور ان کے جواب حضور انور کی طرف سے تحریر کیے جاتے ہیں۔اکثر خطوط جن پر حضور انور کے دست مبارک سے آپ کے دستخط ثبت ہوتے ہیں۔ایک طرف وہ ہر احمدی کے لیے سکون طمانیت اور بے انتہا دلی مسرت کا موجب ہوتے ہیں تو دوسری طرف دعائیہ خطوط کے جوابات کے جلو میں قبولیت دعا کے حیران کن معجزانہ نشانات بھی موجود ہوتے ہیں وہ ایک الگ ایمان افروز روحانی واردات ہے۔جو ہر احمدی گھرانے میں پیش آتی ہے اور وہ اس کے چشمدید گواہ ہیں۔ان دعاؤں کی برسات سے نہ صرف وہ مظلوم احمدی اور ان کے خاندان حصہ پاتے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مذہب کے نام پر ظلم و جبر کا نشانہ بنائے جاتے ہیں، شہادت کا رتبہ یا اسیری کی سعادت حاصل کرتے ہیں بلکہ عام احمدی بھی اپنے امام کی دعاؤں کی برکت سے اپنے آپ کو حصار امن و عافیت میں محفوظ پاتے ہیں۔کیونکہ ان کا امام راتوں کو جاگ کر ان کے لیے دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔جس کے نتیجہ میں احمدیوں کے اموال و اولاد میں غیرمعمولی برکت عطا ہوتی ہے۔بہتیرے زرینہ اولاد سے بہرہ مند کیے جاتے ہیں۔لاعلاج مریض معجزانہ شفا پاتے ہیں۔طالبعلم اعلیٰ کامیابیاں حاصل کرتے ہیں اور ان میں بہتیرے ایسے ہیں جنہیں پیش از وقت حضور کی طرف سے جوابی مکتوب متعلقہ دعا کی قبولیت کے حوالہ سے جو بشارت دی جاتی ہے وہ من و عن اسی طرح پوری ہوتی ہے۔یہ سلسلہ ہر خلافت میں جاری رہا لیکن خلافت خامسہ کے انیس 19 سالوں میں جبکہ جماعت دنیا کے دوسوتیرہ213 ممالک تک پھیل چکی ہے، ان دعاؤں کی وسعت اور ہمہ گیری میں بھی غیرمعمولی اضافہ کے ساتھ برکات نظر آتی ہیں۔

عہد خلافت خامسہ کے قبولیت دعا کے یہ تمام واقعات جمع کیے جائیں تو یہ ضخیم کتاب بن جائے۔حضور کی طبعی تواضع اور انکسار اس میں حائل نہ ہوتو یہ ایک ایسی تاریخی دستاویز ہے جسے مدون ومرتب کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

برادرم مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن کی ایک رپورٹ کے مطابق خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں دفتر پرائیوٹ سیکرٹری میں مختلف خطوط پر مشتمل روزانہ اڑھائی ہزار 2500 سے تین ہزار 3000 ہزار فیکس موصول ہورہی ہیں اسی طرح پوسٹ کے ذریعہ روزانہ سینکڑوں خطوط آتے ہیں جن کی تعداد ماہانہ نوے 90 ہزار اور سالانہ دس لاکھ سے زیادہ ہو جاتی ہے چنانچہ مختلف ممالک کی طرف سے آنے والی دفتری رپورٹس اس کے علاوہ ہیں۔

(A DAY IN THE LIFE OF HAZRAT KHALIFATUL MASIH (aba) (YOUTUBE/MTAONLNE1)

اس لحاظ سے خلافت خامسہ کے انیس 19 سالوں میں حضوانور کی خدمت میں آنیوالے خطوط اور ان کے جوابات کی تعداد کروڑوں میں جا پہنچی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کا یہ پہلو یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک غیبی ہاتھ مسلسل خلافت خامسہ کی تائید میں ہے اور ملائکہ مسلسل آپ کی مدد کے لئے آسمان سے اترتے ہوئے ’’انی معک یا مسرور‘‘ کے نعرے الاپتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح اور افراد جماعت کے درمیان تعلق کا بہترین ذریعہ خطوط ہیں۔

سربراہان ممالک کو خطوط

حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یہ الہام کہ ’’وہ بادشاہ آیا‘‘ان کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی ذات میں اس رنگ میں پورا ہوا کہ آپ کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد قیام امن عالم کی خاطر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور سربراہوں کو بذریعہ خطوط مخاطب کرنے کا موقع پیدا ہوگیا جو خلافت خامسہ کے کارہائے نمایاں کا ایک درخشاں اور تاریخی پہلو ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے حکمرانوں کو درپیش عالمی خطرات کے تناظر میں قیام امن کی خاطر سنجیدہ تعاون اور جدو جہد کے لئے خطوط لکھنے کا اہتمام فرمایا۔یہ خطوط 1۔پوپ بینیڈ کٹ 2۔اسرائیل کے وزیر اعظم، 3۔صدر اسلامی جمہوریہ ایران، 4۔صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ، 5۔وزیر اعظم کینیڈا، 6۔خادم حرمین شریفین سعودی عرب کے بادشاہ، 7۔عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، 8۔وزیراعظم برطانیہ، 9۔جرمنی کی چانسلر، 10۔صدر جمہوریہ فرانس، 11۔ملکہ برطانیہ، 12صدر روسی فیڈریشن، 13۔ایران کے مذہبی راہنما آیت اللہ خامنائی کی خدمت میں تحریر کیے گئے۔ان خطوط کو بہت قدر اور احترام کی نظر سے دیکھا گیا اور ان کے دورس اثرات پیدا ہوئے جس پر زمانہ شاہد ہے۔

اشاعت دین کی پانچویں شاخ
مریدین اور مبائعین

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا:

’’پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 24)

اللہ تعالیٰ نے اعلائے کلمہ اسلام کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو سلسلہ قائم فرمایا تھا اور اس کی آبیاری آپؑ کے ذریعہ ہوئی وہ آج ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

آج سلسلہ احمدیہ کا قیام دوسوتیرہ213 ممالک میں ہو چکا ہے اور ان میں سے 38 نئے ممالک ہیں جن میں عہد خلافت خامسہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے اور ان انیس 19 سالوں میں 80 لاکھ سے زائد افراد سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔

گزشتہ 19 سالوں میں 3000 سے زائد نئے مشن ہاؤسز قائم ہوئے۔6 ہزار سے زائد نئی مساجد کا قیام عمل میں آیا اور دنیا بھر احمدیہ مساجد کی تعداد 9000 ہوچکی ہے اسی طرح خلافت خامسہ میں 15000 سے زائد جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور 90 ممالک میں 591 لائبریریاں موجود ہیں۔

خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں جماعت احمدیہ میں شامل ہونیوالے 80 لاکھ سے زائد افراد اور ممالک کی تفصیل کا سالوار گوشوارہ پیش خدمت ہے۔

- سال2003ء میں بیعتوں کی تعداد آٹھ لاکھ بانوے ہزار چار سو تین892403 رہی اور کیوبامیں احمدیت کا پودا لگا۔
- سال 2004ء میں بیعتوں کی تعداد تین لاکھ انچاس ہزار دس 349010 رہی اور سینٹ کٹس اینڈ نیو اور مارتنیق میں احمدیت کا پودا لگا۔
- سال2005ء میں بیعتوں کی تعداد دو لاکھ ستانوے ہزار ننانوے297099رہی اور جبرالٹر، بہاماس، سینٹ ونسٹ میں احمدیت کا پودا لگا۔
- سال 2006ء میں بیعتوں کی تعداد دو لاکھ ترانوے ہزار آٹھ سو اکیاسی 293881 رہی اور اسٹونیا، انگولا، برموڈا، بولویا میں احمدیت کا پودا لگا۔
- سال2007ء میں بیعتوں کی تعداد دو لاکھ اکسٹھ ہزار نو سو تریسٹھ261963رہی اور گواڈلوپ، سینٹ مارٹن، ہیٹی اور فرنچ گیانامیں احمدیت کا پودا لگا۔
- سال2008ء میں بیعتوں کی تعداد تین لاکھ چون ہزار چھ سو اڑتیس 254638 رہی اور آئس لینڈ، تاجکستان، لٹویا اور پلاؤ میں احمدیت کا پودا لگا۔
- سال2009ء میں بیعتوں کی تعداد چار لاکھ ایک ہزار چھ سو دس 401610 رہی۔لیتھوانیا اور سربیا میں احمدیت کا پودا لگا۔
- سال2010ء میں بیعتوں کی تعداد چار لاکھ اٹھاون ہزار سات سوساٹھ 458760 رہی اور فیرو آئی لینڈز، ڈومینیکا، ترکمانستان

میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2011ء میں بیعتوں کی تعداد چار لاکھ اسی ہزار آٹھ سو بائیس 480822 رہی اور بارباڈوس اور چلی میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2012ء میں بیعتوں کی تعداد پانچ لاکھ چودہ ہزار تین سو باون 514352 رہی اور امریکن سموعا میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2013ء میں بیعتوں کی تعداد پانچ لاکھ چالیس ہزار سات سو بیاسی 540782 رہی اور کوسٹا ریکا اور مونٹنگرو میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2014ء میں بیعتوں کی تعداد پانچ لاکھ پچپن ہزار دو سو پینتیس 555235 رہی اور بیلیز اور یوراگوئے میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2015ء میں بیعتوں کی تعداد پانچ لاکھ سڑسٹھ ہزار تین سو تیس 567330 رہی اور پورٹو ریکو میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2016ء میں بیعتوں کی تعداد پانچ لاکھ چوراسی ہزار تین سو تراسی 584383 رہی اور کے مین آئی لینڈز، پیراگوئے میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2017ء سال میں بیعتوں کی تعداد چھ لاکھ نو ہزار پانچ سو چھپن 609556 رہی اور ہنڈراس میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2018ء میں بیعتوں کی تعداد چھ لاکھ سنتالیس ہزار 647000 رہی اور ایسٹ ٹائمر، جارجیا میں احمدیت کا پودا لگا۔

• سال 2019ء میں بیعتوں کی تعداد چھ لاکھ اڑسٹھ ہزار پانچ سو ستائیس 668527 رہی اور آرمینیا میں احمدیت کا پودا لگا۔

اس سے ظاہر ہے کہ خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں عالمگیر سطح پر جماعت میں کس طرح وسعت اور ترقی کے سامان خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے پیدا کئے۔ یہ اپنی ذات میں الٰہی تائید کا ایک زبردست نشان ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

دورہ جات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

مرشد اور مرید کا تعلق بھی الفت و محبت اور عشق کا عجیب رنگ رکھتا ہے جس میں

ع دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

اگر مرید اپنا سب کچھ مرشد پر فدا کرنے کے لیے ہر دم تیار اور آمادہ ہوتا ہے تو دوسری طرف مرشد بھی ان کی خبر گیری کیلئے ہر لحظہ بے چین ہوتا ہے۔ اکثر مرید ملاقاتوں کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں تو گاہے مرشد از راہ شفقت خود ان کی احوال پرسی کو دورے پر تشریف لے جاتے ہیں اور جب کبھی نہ جا سکیں تو چشم تصور سے انہیں محو نہیں ہونے دیتے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں، میں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لیے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔''

(روزنامہ الفضل یکم اگست 2014ء)

افراد جماعت کی تعلیم و تربیت اور جماعتی نظام کے استحکام اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا میں پہنچانے کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انیس 19 سالہ دور خلافت میں دنیا بھر کے دورے کیے جن سے کوئی براعظم خالی نہیں رہا۔ آپ نے اندرون برطانیہ کے دورہ جات کے علاوہ دیگر ممالک کے سو 100 سے زائد دورہ جات کیے جس میں انتیس 29 مغربی ممالک شامل ہیں۔ ان دورہ جات کا عرصہ قیام قریباً گیارہ سو 1100 ایام، تین سال پر محیط ہے۔ ان دورہ جات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیالیس 42 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے ایک سو تین 103 مساجد کا افتتاح فرمایا۔ چودہ ہزار دو سو سینتیس 14237 باثر، تعلیم یافتہ لوگوں سے ملاقاتیں فرمائیں۔ ایک لاکھ نوے ہزار 190000 سے زائد احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان دوروں میں بھی حضور کی معمول کی روزمرہ مصروفیات عالمی ڈاک وغیرہ بدستور جاری رہتی ہیں اور آپ کے ساتھ کام کرنے والے بھی حیران ہوتے ہیں کہ اتنی طاقت ایک ایسے انسان میں کیسے بھر جاتی ہے دراصل یہ محض اللہ کی محبت کا کرشمہ ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان دورہ جات کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دوروں کے بڑے مثبت اثرات ہوتے ہیں۔ اپنوں اور غیروں سے تعلق کے لحاظ سے بھی اور جماعتی انتظامی لحاظ سے بھی براہ راست مشاہدہ اور معلومات سے بہت سی چیزیں میرے علم میں آ جاتی ہیں۔

تین بڑے فائدے تو یہ ہیں کہ ان ملکوں کے پڑھے لکھے طبقے اور اثر و رسوخ والے لوگوں سے رابطہ ہو جاتا ہے، ملاقاتوں کی صورت میں بھی اور مساجد کے افتتاح یا ریسپشن وغیرہ میں۔ دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کا تعارف اور حقیقی تعلیم لوگوں کے علم میں آ جاتی ہے۔ اور تیسری بڑی بات یہ ہے کہ افراد سے، افرادِ جماعت سے ذاتی رابطہ اور تعارف ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کے ایمان و اخلاص اور جو تعلق ہے مودّت و اخوت کا، محبت اور بھائی چارے کا اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ خلیفہ وقت اور افرادِ جماعت کے آپس میں براہ راست ملنے، دیکھنے، سننے سے غیرمعمولی تبدیلی بھی پیدا ہوتی ہے اور جذبات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر ان حالات کے مطابق جو ان ملکوں میں ہوتے ہیں براہ راست خطبات میں ان سے باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 16 نومبر 2018ء)

یہاں دلچسپی کی خاطر عہد خلافت خامسہ کے تاریخ ساز دورہ جات کا سال وار طائرانہ جائزہ پیش ہے:

حضور انور نے 2003ء میں 2 دورہ جات کیے۔ 20 تا 31 اگست 2003ء میں دورہ جرمنی تیرہ 13 ایام پر مشتمل تھا۔ پھر یکم تا 7 ستمبر 2003ء کو سات 7 ایام پر مشتمل دورہ فرانس کیا۔ ان دورہ جات میں ایک 1 مسجد کا افتتاح فرمایا اور سات ہزار نو سو سینتیس 7937 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2004ء میں گیارہ 11 ممالک کے چودہ 14 دورہ جات فرمائے۔ جن میں گھانا، بورکینافاسو، بینن، نائیجیریا، بیلجیئم، جرمنی، ہالینڈ، کینیڈا، سوئٹزرلینڈ، یوکے اور فرانس شامل ہیں۔ یہ دورہ ایک سو انتالیس 139 ایام پر مشتمل تھا۔ جس میں حضور انور نے چھبیس 26 مساجد کا افتتاح اور پانچ 5 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ پانچ سو تینتیس 533 باثر افراد سے ملاقات کی اور اٹھائیس ہزر دو سو سترہ 28217 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2005ء میں تیرہ 13 ممالک کے دورہ جات فرمائے جن میں ایک سو ستتر 177 ایام دورہ میں صرف ہوئے۔ ان ممالک میں سپین، فرانس، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، کینیڈا، جرمنی، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، ماریشس اور انڈیا شامل ہیں۔ ان دورہ جات میں سات 7 مساجد کا افتتاح فرمایا اور بارہ 12 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ایک ہزار دو سو چھیالیس 1246 باثر افراد سے ملاقات کی اور سینتیس ہزار آٹھ سو اٹھارہ 37818 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2006ء میں آٹھ 8 ممالک کے دس 10 دورہ جات کیے جن میں سنگاپور، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، جاپان، بیلجیئم، جرمنی، ہالینڈ ممالک شامل ہیں۔ جو اکیاسی 81 ایام پر مشتمل ہیں۔ ان دورہ جات میں تین 3 مساجد کا افتتاح فرمایا اور دو 2 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ تین سو چار 304 باثر افراد کے علاوہ آٹھ ہزار چار سو چوہتر 8474 احباب جماعت کو بھی شرف ملاقات بخشا۔

2007ء میں تین 3 ممالک کے چار 4 دورہ جات انتیس 29 ایام پر مشتمل تھے جن میں ہالینڈ، فرانس اور جرمنی شامل ہیں۔ ان دورہ جات میں تین 3 مساجد کا افتتاح فرمایا اور ایک 1 مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ سات 7 باثر افراد کے علاوہ دو ہزار آٹھ سو انتالیس 2839 احباب جماعت کو بھی شرف ملاقات بخشا۔

2008ء میں دس 10 ممالک کے بارہ 12 دورہ جات فرمائے جو نوے 90 ایام پر مشتمل تھے ان میں غانا، نائیجیریا، بینن، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، فرانس، ہالینڈ، بیلجیئم اور انڈیا شامل ہیں۔ ان دورہ جات میں انیس 19 مساجد کا افتتاح فرمایا۔ ایک ہزار نو سو پینسٹھ 1965 باثر افراد سے ملاقات کی اور سینتیس ہزار پانچ سو انتیس 37529 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2009ء میں تین 3 ممالک کے چھ 6 دورہ جات فرمائے جن میں بیلجیئم، جرمنی اور ہالینڈ شامل ہیں۔ ان میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ چوبیس 24 باثر افراد سے ملاقات کی اور ایک ہزار چار سو بیالیس 1442 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2010ء میں سات 7 ممالک کے سات 7 دورہ جات کیے جو اکاون 51 ایام پر مشتمل تھے جن میں فرانس، سپین، اٹلی، سوئٹزرلینڈ، بیلجیئم، جرمنی اور آئرلینڈ شامل ہیں۔ ان دورہ جات میں ایک مسجد کا افتتاح فرمایا اور دو 2 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ تین سو پچھتر 375 باثر افراد سے ملاقات کی اور تین ہزار چورانوے 3094 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2011ء میں پانچ 5 ممالک کے آٹھ 8 دورہ جات فرمائے، جو چھیاسٹھ 66 ایام پر مشتمل تھے ان ممالک میں بیلجیئم، جرمنی، ہالینڈ، ناروے اور ڈنمارک شامل ہیں۔۔ ان دورہ جات میں سات 7 مساجد کا افتتاح فرمایا اور چار 4 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ پانچ سو ترپن 553 باثر افراد سے ملاقات کی اور چھ ہزار چار سو چالیس 6440 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2012ء میں پانچ 5 ممالک کے اسی 80 ایام پر مشتمل آٹھ 8 دورہ جات فرمائے۔ جن میں بیلجیئم، جرمنی، ہالینڈ، امریکہ اور کینیڈا شامل ہیں۔ ان دورہ جات میں آٹھ 8 مساجد کا افتتاح فرمایا اور تین 3 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ایک ہزار تین سو اڑسٹھ 1368 باثر افراد سے ملاقات کی اور پندرہ ہزار چھ سو گیارہ 15611 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2013ء میں آٹھ 8 ممالک کے چھیانوے 96 ایام پر مشتمل آٹھ 8 دورہ جات فرمائے۔ جن میں سپین، امریکہ، کینیڈا، بقیہ صفحہ 12 پر

ایڈیٹر کے نام خطوط

•مکرم مبشر احمد عابد لکھتے ہیں۔

مورخہ 7مئی 2022ء کے شمارہ الفضل میں، نئے انداز تحریر میں حضرت خدیجہ کی بابت بہت عمدہ مضمون شائع ہوا ہے۔جس میں عورت کو تجارت کرنے، خاوند کی خدمت اور اس کا معاون و مددگار ہونے اور اچھے انداز میں گھر بسانے کے حوالے سے باتوں کو نہایت اچھوتے انداز میں اجاگر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ لکھنے والے کو جزا دے۔ آمین۔

•مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

رمضان المبارک کے حوالے سے تمام مضامین بہت معلوماتی اور معیاری تھے۔تقریباً روزانہ ایک نئے اور منفرد عنوان کے تحت اداریہ پڑھنے کو ملتا رہا جو نا صرف اپنے اندر دلچسپ معلومات سموئے ہوتا تھا بلکہ رمضان کو ایک نئے رنگ سے دیکھنے، سمجھنے اور عملی طور پر اس سے فیض اٹھانے کی تحریک دِلاتا تھا۔ رمضان المبارک کے تینوں عشروں کی مناسبت سے ادعیہ ماثورہ کی اشاعت ہمارے لئے بہت قیمتی اور پیارا تحفہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔آمین

مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کا شاندار مضمون ’’علم وعمل‘‘ یہ درس لیے ہوئے تھا کہ جب ہمارے اسلاف نے اپنے علم کو عمل کے سانچے میں ڈھالا تو باخدا انسان بن کر زندہ، پائندہ اور قابلِ قدر و قابلِ تقلید مثالیں قائم کیں۔ اللہ کرے کہ ہم بھی اپنے علم کو عمل کے ساتھ زندہ رکھنے والے اور زندگیوں کو سنوارنے والے ہوں۔آمین

•مکرمہ مغفورہ درانی۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

’’میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے عام سے الفاظ کو خوبصورت اور شُستہ انداز دے کر الفضل میں شامل کر لیا جو میرے لیے بہت سعادت کی بات ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحۡسَنَ الۡجَزَآء۔’’اسلامی اصطلاحات کا درست استعمال‘‘ کے موضوع پر آپکی تحریر پڑھ کر مجھے بھی اپنی غلطی کی اصلاح کرنے کا موقع مل گیا۔اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور مضمون ’’بنیادی مسائل کے جوابات‘‘ بہت ہی معلوماتی اور عمدہ سلسلہ ہے جو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جوابات سے مزین ہوتا ہے۔اسے پڑھ کر روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔‘‘

’’میں سوچ رہی تھی کہ روزنامہ الفضل کن کن مراحل سے گزر کر ہم تک پہنچتا ہے اور اس سلسلے میں تعاون کرنے والوں کے لیے رشک کے جذبات کے ساتھ ساتھ دل سے دعائیں نکل رہی تھیں۔ کہ کچھ ہی دیر میں الفضل کے نئے شمارہ میں آپکا تفصیلی اداریہ بابت ’’میرا مضمون کب شائع ہوگا‘‘ پڑھ کر دل چاہ رہا ہے کہ سب خدمت کرنے والوں کے لیے روزانہ دو نفل ادا کروں جن کی انتھک اور مسلسل محنت سے یہ اخبار اپنے روحانی مائدے سے بھرپور مضامین کے ساتھ ہمیں فیض پہنچا رہا ہے۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحۡسَنَ الۡجَزَآء‘‘

•مکرم سید طاہر شاہ لکھتے ہیں۔

مؤرخہ 9مئی 2022ء کے شمارہ میں آپ نے الفضل کی تیاری کے جو مراحل بیان کیے ہیں وہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپکی محنت خلوص میں مزید اضافہ کرے اور اس اخبار کو مزید ترقیات سے نوازے۔ بہت شکریہ آپ الفضل شیئر کر دیتے ہیں۔ الفضل پڑھنے کا شوق تو مجھے بچپن سے ہے۔ جب یہ اخبار ربوہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس کی بندش پر بہت دل دکھا تھا، پر آج الفضل آن لائن پوری دنیا کے لئے ایک مشعل راہ ثابت ہو رہا ہے۔

•مکرمہ سعدیہ طارق لکھتی ہیں۔

مؤرخہ 10مئی کے شمارہ میں مکرمہ منزہ ولی کے مضمون ’’بچوں میں نماز باجماعت کی عادت قائم کرنے میں ماؤں کا کردار‘‘ میں بہت مؤثر پیرائے میں ماں کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ

عزیزم حاشر کا مضمون ’’حضرت امام شافعی رحمہ اللہ‘‘ پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ اللہ اس بچہ کی صلاحیتوں کو مزید نکھارے۔ آمین۔

آپ کے اداریے بعنوان ’’ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے‘‘ میں ہمیشہ کی طرح منفرد انداز میں آپ نے اللہ کے حقوق کی ادائیگی اور زندگی کا دبے پاؤں تیزی سے گزرنے کا احساس دیا گیا۔

مکرم محمد عمر تماپوری کا مضمون ’’مکہ اور مدینہ میں دس دن‘‘ بہت ہی اچھا لگا پڑھتے ہوئے یوں احساس ہوا کہ میں ان مقامات پر ہی گھوم رہی ہوں۔فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحۡسَنَ الۡجَزَآء۔

•مکرمہ فوزیہ رفیق۔ ناروے سے لکھتی ہیں۔

جس مضمون کا عنوان پرکشش ہوا سے فوراً پڑھنے کو دل چاہتا ہے ماشاء اللہ۔ 14 مئی کے اداریہ ’’پھول یوں ہی نہیں کھلا کرتے بیج کو دفن ہونا پڑتا ہے عنوان اور مضمون دونوں بہترین ہیں۔ انڈیا سے جناب عمر تماپوری کا مضمون بعنوان ’’اردو صحافت کے 200 سال اور احمدیہ جماعت کی صحافتی خدمات‘‘ ماشاء اللہ ایک ہی نشست میں پڑھنے والا مضمون ہے۔

•مکرمہ غزالہ مبشر لکھتی ہیں۔

الفضل کی فراہمی پر اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ یہ اتنا معلوماتی ہے کہ ایک بار پڑھنا شروع کر دیں تو چھوڑنے کو دل نہیں کرتا۔

•نعمان احمد رحیم لکھتے ہیں۔

مورخہ 9مئی کی اخبار میں اداریہ لفظ لفظ پڑھا جس سے اس محنت اور مشقت اور جذبہ کا علم ہوا جو اخبار کے شائع ہونے تک کام کرتا ہے۔ دعا کا موقع بھی ملا آپکی ساری ٹیم کے لیے اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

•مکرم اے آر بھٹی۔ برسبن آسٹریلیا سے لکھتے ہیں۔

روزنامہ الفضل آن لائن لندن مورخہ 9مئی 2022ء میرے سامنے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ اور پیارے نبیؐ کے فرمان پڑھنے سے روحانی تسکین ملتی ہے اور اسی طرح حضرت مسیح دوراںؑ کے اور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات بھی ہمیں روحانی تسکین دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی تحریر ’’میرا مضمون کب چھپے گا‘‘ سے ہمیں الفضل کے بارے میں مکمل گائیڈ لائن ملی۔ اس میں شک نہیں کہ بڑی محنت اور جانفشانی سے کارکنان اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ہم تو بنی بنائی الفضل پڑھ لیتے ہیں اور جو اسے اخبار بناتے ہیں انہیں اللہ پاک اس کا اجر دے آمین۔ اس کی بدولت دنیا میں جماعت کی ترقی کے بارے میں آگاہی ملتی ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب دنیا کا ہر ملک اس روحانی پانی کو پی سکے آمین۔ فقہی کارنر، آج کی دعا، دوستوں کی آراء غرض تمام تحریرات اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام لکھنے والوں کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔ ہمارے پیارے امام کو صحت و تندرستی سے رکھے اور پوری دنیا میں آپ کا فرمان یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پھیلتا رہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کی نصائح پر عمل کی توفیق دے آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: جماعت احمدیہ کے ذریعہ...... از صفحہ 10

جرمنی، سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جاپان شامل ہیں۔ ان دورہ جات میں چھ 6 مساجد کا افتتاح فرمایا اور دو 2 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ دو ہزار دو سو بائیس 2212 باثر افراد سے ملاقات کی اور بارہ ہزر پانچ سو چوراسی 12584 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2014ء میں دو 2 ممالک جرمنی اور آئرلینڈ کے پچیس 25 ایام پر مشتمل دو 2 دورہ جات فرمائے۔ ان دورہ جات میں تین 3 مساجد کا افتتاح فرمایا اور دو 2 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ آٹھ سو تہتر 873 باثر افراد سے ملاقات کی اور دو ہزار چار سو ستر 2470 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2015ء میں تین 3 ممالک جرمنی، ہالینڈ اور جاپان کے پینتالیس 45 ایام پر مشتمل چار 4 دورہ جات فرمائے۔ ان دورہ جات میں چار 4 مساجد کا افتتاح فرمایا اور چار 4 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ایک ہزار سات سو چونسٹھ 1764 باثر افراد سے ملاقات کی اور چار ہزار چھ سو اٹھارہ 4618 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2016ء میں چار 4 ممالک ڈنمارک، سویڈن، جرمنی اور کینیڈا کے اٹھہتر 78 ایام پر مشتمل چار 4 دورہ جات فرمائے۔ ان دورہ جات میں چھ 6 مساجد کا افتتاح فرمایا اور دو 2 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ دو ہزار چار سو اکانوے 2491 باثر افراد سے ملاقات کے علاوہ دس ہزار بیس 10020 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2017ء میں جرمنی کے اٹھائیس 28 ایام پر مشتمل دو 2 دورہ جات فرمائے۔ ان دورہ جات میں تین 3 مساجد کا افتتاح فرمایا اور دو 2 مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ چار سو چالیس 440 باثر افراد سے ملاقات کی اور چار ہزار سات سو تیس 4730 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

2018ء میں پانچ 5 ممالک یو کے، ، جرمنی، بیلجیئم، امریکہ اور گوئٹے مالا کے بتالیس 42 ایام پر مشتمل پانچ 5 دورہ جات فرمائے۔ ان دورہ جات میں چھ 6 مساجد کا افتتاح فرمایا۔ بیاسی 82 باثر افراد سے ملاقات کی اور چھ ہزار آٹھ سو انہتر 6869 احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔

اس کے علاوہ ستمبر، اکتوبر 2019ء میں حضور انور نے ہالینڈ، فرانس اور جرمنی کا اٹھائیس 28 دنوں پر مشتمل دورہ فرمایا۔ اس دورہ میں تقریباً تین ہزار میل کا سفر طے فرمایا۔ ان دورہ جات میں پانچ مساجد کا افتتاح فرمایا۔ دوران دورہ حضور انور نے سولہ 16 سے زائد خطابات و تقاریر فرمائیں۔ سینکڑوں بچوں کی تقاریب آمین میں شرکت فرمائی اور ہزاروں احباب کو ملاقات کا شرف بخشا۔ فجزاہ اللہ منّا احسن الجزاء

عہد خلافت خامسہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور جماعت احمدیہ کی ترقیات کا یہ ایک اجمالی نقشہ ہے ورنہ یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس ایک مختصر مضمون میں اس کا احاطہ مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ اس لئے اسے حصہ اول بنا کر حصہ دوم میں عہد خلافت خامسہ کے دیگر غیر معمولی نمایاں کارنامے الگ پیش کئے جا رہے ہیں۔

دعا کا تحفہ

سب کچھ اپنے مولیٰ کے حضور پیش کرنے کی ابراہیمی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے قبل قرآن شریف میں مومنوں کو اسوۂ ابراہیمی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿۵﴾ (الممتحنۃ:5)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری طرف جھکتے ہیں اور تیری طرف ہم کو لوٹ کر جانا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 5-6)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

اشرف المخلوقات ہونے کی سب سے بڑی پہچان آدمی کا سمیع اور بصیر ہونا ہے یعنی انسان کے پاس سماعت اور بصارت کا ہونا۔ ہیلن کیلر ایک مشہور مصنفہ جو سماعت، گویائی اور نظر سے محروم تھیں، کہا کرتی تھیں کہ دیکھنے کی صلاحیت تو بہت سے لوگ پاس ہے مگر بصیرت کسی کسی کے پاس ہوتی ہے۔ اور میرا کہنا ہے کہ سننے کی صلاحیت تو اکثر لوگ رکھتے ہیں مگر سماعت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

کاشف احمد

فقہی کارنر

شادی بیاہ کی رسمیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا دونوں باتیں عند الشرع حرام ہیں اور آتشبازی چلوانا اور کنجروں، ڈوموں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے۔ گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔

(الحکم 10 جولائی 1902 صفحہ 8)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

2/جون2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:11	18:59
مدینہ منورہ	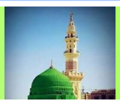	04:03	19:07
قادیان		03:46	19:30
ربوہ		03:26	19:09
اسلام آباد ٹلفورڈ	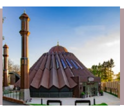	03:23	21:10